19 دسمبر 2011ء

تباہ کن سیلاب کے باوجود پاکستانی معیشت 2.4 فیصد نمو حاصل کرنے میں کامیاب رہی، اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ

مالی سال 2010-11ء (FY11) کے ابتدائی حصے میں تباہ کن سیلاب کے باوجود پاکستانی معیشت 2.4 فیصد نمو حاصل کرنے میں کامیاب رہی۔ یہ بات اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی سالانہ رپورٹ میں کہی گئی ہے جو آج جاری کی گئی۔

رپورٹ کے مطابق ملک کے اہم زرعی علاقے کا بیس فیصد زیرآب آگیا جس سے پیداواری عمل میں رکاوٹ ہوئی اور بعد میں لیبر اور سرمائے دونوں کی فراہمی میں تعطل آیا۔ تخمینے کے مطابق پاکستان کی محنت کش افرادی قوت میں 66 لاکھ افراد دو سے تین مہینے تک بیروزگار رہے اور 2.6 ارب ڈالر (جی ڈی پی کا 1.2 فیصد) کا سرمائے کا اسٹاک ضائع ہوا۔

اس تباہی پر بین الاقوامی ردِعمل توقعات سے کم تھا مگر یہ بات قابل تعریف ہے کہ حکومت کئی مالیاتی مشکلات کے باوجود ان چیلنجوں سے نمٹنے میں کامیاب رہی۔ مزید برآں شعبہ زراعت کی اندرونی لچک کی بنا پر ربیع میں گندم کی زبردست فصل ہوئی اور چھوٹی فصلوں (جیسے آلو، پیاز، دالوں وغیرہ) کی بھی اچھی خاصی پیداوار ہوئی جس سے بحالی میں مدد ملی۔ سماجی کاوشوں اور حکومتی اعانت سے سیلاب کے متاثرین کو نقد کے علاوہ مفت بیجوں اور کھاد کی شکل میں امداد ملی جس سے ملک اس قدرتی آفت پر قابو پا سکا۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اشیا سازی کے شعبے کو سنگین دھچکا لگا۔ مالی سال 11ء (FY11) میں سیلاب کی وجہ سے سلسلہ رسد میں رکاوٹ، بجلی کی طویل بندش اور گیس کی فراہمی میں کمی کی بنا پر صنعتی نمو منفی 0.1 فیصد تھی۔ دوسری جانب شعبہ خدمات نے سرکاری تنخواہوں اور دفاعی اخراجات میں اضافے کی وجہ سے نمو کو سہارا دیا۔ مالی سال 11ء (FY11) میں خدمات کی مجموعی نمو 4.1 فیصد رہی جو 4.7 فیصد کے ہدف سے کم تھی لیکن پھر بھی حقیقی جی ڈی پی نمو میں اس نے 90 فیصد حصہ ڈالا۔

اسٹیٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق مالی سال 11ء (FY11) میں پاکستان کی مالیاتی پوزیشن دباؤ میں رہی اور جی ڈی پی کے 6.6 فیصد کے مساوی بجٹ خسارہ ہوا جبکہ ہدف 4.0 فیصد تھا۔ آر جی ایس ٹی کا نفاذ، زراعت اور خدمات کی انکم ٹیکس نیٹ میں شمولیت، مرحلہ وار زرِ اعانت کا خاتمہ اور گھاٹے میں جانے والے سرکاری اداروں کی تشکیل نو کو یا تو مؤخر کیا گیا یا پھر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔

رپورٹ کے مطابق مثبت امر یہ ہے کہ حکومت مالی سال 10ء کے مقابلے میں اپنے اخراجات قابو میں رکھنے میں کامیاب رہی۔ مالی سال 11ء (FY11) میں بجٹ اخراجات جی ڈی پی کے 18.9 فیصد تھے جبکہ پچھلے سال 20.5 فیصد رہے تھے۔ بھاری مالیاتی خسارے نے براہ راست پاکستان کے قرضے کے بوجھ پر اثر ڈالا اور سرکاری قرض اور واجبات (مجموعی خسارے) کا اسٹاک مالی سال 11ء (FY11) میں 1763 ارب روپے بڑھ کر 110 کھرب روپے (جی ڈی پی کا 60.9 فیصد) ہوگیا۔ پچھلے مالی سال میں حکومتی محاصل کا 32.8 فیصد صرف سودی ادائیگیاں تھیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ معاشی نمو کو فروغ دینے کے لیے مالیاتی پالیسی استعمال کرنے کی حکومتی اہلیت مزید گھٹ گئی۔

تاہم پاکستان کا بیرونی قرضہ مناسب ہے خصوصاً یورو زون کو درپیش شدید مسائل کے تناظر میں۔ مالی سال 11ء (FY11) کے دوران زیادہ تر اضافہ کرنسی کی باز قدر پیمائی کی بنا پر ہوا کیونکہ دوسری سخت کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قیمت گر گئی۔ مالی سال 11ء (FY11) کے دوران پاکستان کو جو رقوم ملیں وہ زیادہ تر بیرونی قرضوں کی واپسی میں استعمال ہوئیں۔

رپورٹ کے مطابق مالیاتی قرضہ کی مالکاری دشوار تھی اور ابھی تک ہے۔ آئی ایم ایف کے اسٹینڈ بائی ارینج منٹ (SBA) کے تعطل کے بعد بیرون ملک سے رقم کی آمد کم ہوچکی ہے اس لیے حکومت کے پاس ملکی وسائل پر انحصار کرنے کے سوا چارہ نہیں تھا۔ مالی سال 11ء (FY11) کے دوران حکومت نے ملکی وسائل سے 11 کھرب روپے قرض لیے جو مالیاتی خسارے کے 91.0 فیصد کا باعث بنے۔ ملکی وسائل کے اندر کمرشل بینکوں پر اس قدر انحصار سے نہ صرف نجی شعبے کے لیے قرضے کی گنجائش ختم ہوگئی بلکہ زری انتظام میں بھی پیچیدگیاں پیدا ہوئیں کیونکہ بینکوں نے اپنی اضافی سیالیت کے لیے قلیل مدتی ٹی بلز پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینی شروع کردی۔

نتیجتاً نجی شعبے کا قرضہ مالی سال 11ء (FY11) میں صرف 4.0 فیصد بڑھا جبکہ کمرشل بینکوں سے حکومتی قرض میں 74.5 فیصد اضافہ ہوا۔ ہمارے خیال میں چونکہ کمرشل بینک حکومت کو پرکشش شرح سے قرضے دے رہے تھے اس لیے نجی کاروبار کو رقم دینے کے لیے ترغیب نہیں رہی۔

سیلاب کے اثرات اور اجناس کے عالمی نرخوں سمیت رسدی عوامل کی بنا پر خردہ قیمتیں بھی بڑھ گئیں۔ خاص طور پر غذائی گرانی متاثر ہوئی جس میں ستمبر 2010ء میں 21.3 فیصد سال بسال اضافہ ہوا جبکہ ایک سال قبل اسی مہینے یہ گرانی 10.4 فیصد تھی۔ مالی سال 11ء (FY11) کی پہلی ششماہی کے دوران غذائی گرانی تقریباً 19 فیصد رہی۔ چونکہ عمومی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت بھی تمام سال دو ہندسی رہی (اس سال کے لیے اس کی اوسط 13.7 فیصد تھی)، اس لیے اسٹیٹ بینک نے زری سختی اختیار کی اور پالیسی ریٹ کو آخر مالی سال 10ء میں 12.5 فیصد

سے بڑھا کر نومبر 2010ء میں 14.0 فیصد کر دیا۔ مالی سال 11ء (FY11) کی بقیہ مدت کے دوران پالیسی ریٹ برقرار رکھا گیا۔

رپورٹ کے مطابق چونکہ پیداوار میں توانائی کلیدی عنصر کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے زیرنظر سالانہ رپورٹ میں پاکستان میں توانائی کی قلت کے جائزے کے لیے ایک پورا باب مختص کیا گیا ہے۔ توانائی کی کمی سے نمٹنے کے لیے حکومت نے تین اقدامات کیے: (1) بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لیے رینٹل پاور پراجیکٹس کا آغاز کیا گیا، (2) اداروں کے مابین گردشی قرضے کے مسئلے کو، جو توانائی کے پیداوار میں رکاوٹ بن رہا تھا، حل کرنے کے لیے حکومت نے 120 ارب روپے جاری کیے، اور (3) پیداوار کی بلند لاگت کو منتقل کرنے کے لیے بجلی کے نرخوں میں اضافہ کیا گیا۔ ان اقدامات کے باوجود مجموعی صورتحال زیادہ تر بدستور رہی۔

رپورٹ کے مطابق ہمارے خیال میں جنریشن بڑھانے کے لیے رینٹل پاور پراجیکٹس شروع کرنا درست نہ تھا کیونکہ گردشی قرضے کے مسئلے کی بنا پر پاکستان میں بجلی نصب شدہ استعداد سے کم استعمال ہو رہی ہے۔ یہ بھی قابل ذکر ہے کہ حکومت نے (فرنس آئل کی فنڈنگ دوبارہ شروع کرنے کے لیے) جو 120 ارب روپے مہیا کیے تھے وہ مئی 2011ء کی بات ہے۔ یعنی مالی سال 11ء (FY11) کی بیشتر مدت کے دوران بجلی کے شعبے کے شدید مسائل جوں کے توں رہے۔

FY12 کی پیشگوئیاں کرتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی ہے کہ جی ڈی پی نمو 3 تا 4 فیصد کے درمیان رہے گی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ غیر ٹیکس محاصل کا ہدف (وفاقی بجٹ کے مطابق) حاصل کرنے کا امکان بھی بوجوہ کم ہے۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی ہے کہ مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 5.5 سے 6.5 فیصد کے درمیان رہے گا اور رجحان اوپر کی جانب زیادہ ہوگا۔ رپورٹ کے مطابق ہماری رائے میں پالیسی ساز ایک جامع وسط مدتی مالیاتی اصلاحات کا ماسٹر پلان بنانے پر غور کر سکتے ہیں، جو ماضی قریب کے تلخ اسباق کی بنیاد پر مرحلہ وار اور ترتیب وار ہو۔ اس ماسٹر پلان میں مربوط دستاویزی کارروائی، نگرانی کے ساتھ شفاف وصولی، تمام کمرشل کاروباری اداروں کو ٹیکس جال میں لانے کا مساویانہ منصوبہ، گھاٹے میں جانے والے پی ایس ایز کی تشکیل نو اور نفاذ کا معتبر طریقہ کار شامل ہونا چاہیے۔

رپورٹ کے مطابق اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ گرانی مالی سال 12ء کے دوران 11.5 اور 12.5 فیصد کی حدود میں رہے گی جو 12 فیصد کے سالانہ منصوبے کے ہدف کے آس پاس ہے۔

جہاں تک زری پہلو کا تعلق ہے، مالی سال 12ء میں ڈسکاؤنٹ ریٹ میں تیزی سے کمی مارکیٹ کے لیے غیر متوقع تھی۔ گرانی میں کسی قدر کمی اور بینکوں کی جانب سے حکومت کے پاس رقوم رکھوانے کے بڑھتے ہوئے رجحان کی بنا پر نجی شعبے کے لیے قرضے کی گنجائش جس طرح ختم ہو رہی تھی اس وجہ سے پالیسی مداخلت درکار تھی۔ اگرچہ اسٹیٹ بینک نے ابھی تک اس امر کو یقینی بنانے کے لیے کڑی نگاہ رکھی ہوئی ہے کہ قرض گیری کی شرحیں حقیقی لحاظ سے منفی نہ ہو جائیں، تاہم بقیہ دنیا کی طرح نمو میں جمود اور بڑھتی ہوئی بیروزگاری پر ہمیں بھی تشویش ہے۔ اسٹیٹ بینک نے اچھا موقع بتایا کہ نجی سرمایہ کاری اور روزگار کی تخلیق کو مناسب اہمیت دی جائے۔ وفاقی بجٹ میں واپسی قرض کے بڑھتے ہوئے غلبے کو روکنے کی ضرورت بھی تھی۔

آخراً، پاکستان کے جاری حسابات کے توازن کے امکانات باعث تشویش ہیں لیکن کارکنوں کی بھرپور ترسیلات اور عالمی معیشت کی ممکنہ کساد بازاری کی بنا پر ہم پُرامید ہیں۔ اگرچہ مالی سال 12ء کے پہلے چار ماہ کے اعداد و شمار سے 1.6 ارب ڈالر کا جاری حسابات کا خسارہ ظاہر ہوتا ہے تاہم ہم اسے عارضی واقعات (تیل کی بھاری ادائیگیاں، ستمبر 2011ء میں ترسیلات میں موسمی وقفہ اور متوازی بازار مبادلہ میں سخت کرنسی کی قلت) پر محمول کرتے ہیں۔ آئندہ ہمیں جاری حسابات کا خسارہ جی ڈی پی کے 1.5 سے 2.5 فیصد کے درمیان رہنے کی توقع ہے جو ماضی کی کارکردگی کے مقابلے میں قدرے کم ہے تاہم جاری حسابات کے اس خسارے کو پورا کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ منڈی مالی سال 12ء میں پاکستان کے زرمبادلہ کے قرضوں کی ادائیگی کے حوالے سے ضرورت سے زیادہ شدید ردعمل ظاہر کر رہی ہے۔ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آئی ایم ایف کے 8.9 ارب ڈالر کے ایس بی اے کی واپسی کی قسطیں رواں مالی سال میں شروع ہوں گی لیکن بیرون ملک جانے والی رقوم صرف 1.4 ارب ڈالر کی ہیں اور مالی سال کی دوسری ششماہی میں ہوں گی۔

/☆☆☆